بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلم حکمران یہود کے ساتھ تو تعلقات کو معمول پر لارہے ہیں لیکن فلسطین کے مسلمانوں کے ساتھ نہیں

خبر:

23 دسمبر 2020 کو مراکش کے بادشاہ محمد ششم نے تصدیق کی کہ ان کی ریاست کی نظر میں مسئلہ فلسطین کی حیثیت مراکشی صحارا جیسی ہے۔ انہوں نے کہا کہ "مراکش اپنے لوگوں کے استحکام کے لیے کام کرتا ہے لیکن یہ عمل فلسطینیوں کے اپنے جائز حقوق کی جدوجہد کی قیمت پر نہ کیا گیا اور نہ کیا جائے گا"۔ انہوں نے اس بات کی طرف اشارہ بھی دیا کہ وہ "مشرق وسطیٰ میں منصفانہ اور پائیدار امن کیلئے اپنی تعمیری سرگرمیوں کو جاری رکھیں گے"۔ مراکش نے تصدیق کی کہ 'اسرائیل' کے ساتھ اس کے تعلقات پرانے ہیں اور وہ ان تعلقات کا بالکل شروع سے آغاز کرنے کے بجائے تجدید نو کرے گا اور تعلقات میں تسلسل بھی قائم کیا جائے گا۔ مراکش کے وزیرخارجہ ناصر بوریٹا نے 23 دسمبر 2020 کو امریکی ویب سائیٹ (Axios) کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ مراکش خطے کے مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان پل کا کردار ادا کرنا چاہتا ہے۔ اور 'اسرائیل'۔ فلسطین امن عمل میں بھی مدد کا خواہاں ہے۔

تبصرہ:

ہم دیکھتے ہیں کہ خلیجی ریاستوں، مراکش اور سوڈان کے یہودی وجود کے ساتھ تعلقات معمول پر آنے کے ساتھ ہی ان ریاستوں کے دارالحکومتوں میں یہودیوں کی آمد ورفت شروع ہوگئی ہے، اور بعض جگہوں پر تو ویزے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی گئی، یہاں تک کہ دبئی اسکائی لائن پر یہودیوں کیلئے ایک دیوار گریہ بھی کھول دی گئی۔ دوسری طرف کچھ خلیجی 'معززین' جنہیں ان کے عوام مسترد کرچکے ہیں، مقبوضہ بیت المقدس میں، جو کہ اس وقت یہودیوں کے قبضے میں ہے، سرمایہ کاری کرتے ہوئے اسلامی ممالک کی حکومتوں اور یہودی وجود کے درمیان تعلقات کی گرمجوشی اور قربت کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس سے مسلم دنیا کے حکمرانوں کی یہودی وجود کے ساتھ گرمجوشی اور قربت کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس سے ان حکمرانوں کی یہودیت نوازی اور یہودیوں کے ساتھ ان کی مکمل وفاداری کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس سے نہ صرف مقبوضہ بیت المقدس کے بارے میں ان کے جھوٹ اور منافقت کا پردہ چاک ہوتا ہے بلکہ مقبوضہ بیت المقدس کا حق ملکیت یہودیوں کو منتقل کرنے کے حوالے سے ان کے عزائم کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

1948 عیسوی میں غاصب یہودی وجود کے قیام کے بعد سے فلسطینی پناہ گزینوں نے ہمسایہ ریاستوں خصوصاً اردن، مصر اور لبنان کی طرف ہجرت شروع کردی۔ اُس وقت سے ان ممالک میں موجود نسل پرست حکومتوں کی وجہ سے بھوک اور محرومی فلسطینی پناہ گزینوں کی زندگیوں کا حصہ بن گئی ہے۔ ان کو نہ انسان سمجھا گیا اور نہ ہی اس بات کا احساس کیا گیا کہ وہ کتنے بڑے صدمہ سے دوچار ہیں بلکہ ان کے ساتھ ایسے اجنبیوں والا سلوک کیا گیا جو ہمیشہ سے ہی ناپسندیدہ ہوں۔ انہیں نہ صرف انسانی حقوق کے کم سے کم معیار سے بھی محروم رکھا گیا بلکہ ایک مسلمان ہونے کے ناطے سے بھائی اور پڑوسی والے حقوق بھی نہیں دیئے گئے۔

فلسطینی پناہ گزینوں کو ایسے پناہ گزین کیمپوں میں ٹھونسا گیا جہاں ان کی دیکھ بھال کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہ تھا۔ اور انہیں اس استعماری ادارے اقوام متحدہ کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا جس نے القدس میں یہودی غاصب وجود کو قابض ہونے میں مدد فراہم کی تھی۔ جہاں تک خلیجی ریاستوں کی صورتحال ہے تو انہوں نے کبھی کسی فلسطینی پناہ گزین کو قبول نہیں کیا بلکہ محدود وقت کیلئے یا روزگار کے حصول کیلئے آنے والے فلسطینیوں پر بھی ویزہ کی پابندیاں لگائی جاتی ہیں۔ ان ویزوں کو بھی اچھے طرز عمل اور سلوک سے مشروط کیا جاتا ہے۔ ویزہ کے حصول کے خواہشمند افراد کیلئے سب سے اہم شرط یہ ہوتی ہے کہ وہ یہودی وجود کے خلاف کسی بھی قسم کی سرگرمی میں ملوث نہیں ہوں گے۔

جہاں تک اردن کی حکومت کا تعلق ہے تو یہاں کی حکومت کسی بھی ایسے فلسطینی کو، جو یہودی وجود کے خلاف جدوجہد میں شامل ہے یا اسلام کا متحرک داعی ہے، اردن سے گزر کر کسی اور ملک میں جانے کیلئے راہداری ویزہ بھی جاری نہیں کرتی چاہے وہ حج یا عمرہ کے لیے سفر حجاز کا ہی خواہشمند کیوں نہ ہو۔ اسی طرح طیب اردوان کی ترک حکومت بھی کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔ یہاں کوئی بھی یہودی غاصب بغیر کسی ویزہ کے کسی بھی ترک ایئرپورٹ پر اتر سکتا ہے۔ اسے نہ صرف ترکی بھر میں آزادانہ گھومنے پھرنے کی اجازت ہے بلکہ وہ کسی بھی علاقے میں بغیر کسی روک ٹوک کاروبار یا ملازمت کر سکتا ہے گویا کہ وہ ترک شہری ہو۔ اس کے برعکس فلسطینیوں کو ترکی میں بغیر ویزہ داخلے کی اجازت نہیں ہے، یہاں تک کہ علاج معالجے کے لیے آنے والے فلسطینی شہری بھی یہودی وجود میں موجود ترک قونصل خانے میں کاغذات کے ایک پلندے کے ساتھ دو سو ڈالر ہر بار جانے کیلئے جمع کرانے کے پابند ہیں۔ اسی طرح مراکش جانا بھی فلسطینیوں کیلئے ایک خواب سے کم نہیں ہے۔ مراکش

جانے کے خواہشمند فلسطینی اپنے دورہ مراکش کی وجوہات بتانے کے پابند ہیں۔ وجوہات بیان کرنے کی اس شرط کو بنایا ہی اس لئے گیا ہے کہ ویزہ کے حصول کو مشکل تر بنا دیا جائے۔ پھر ان وجوہات کو اردن میں موجود مراکشی سفارتخانے میں جمع کرا دیا جاتا ہے اور پھر فلسطینی ایک لمبے عرصہ تک ہاں یا ناں کے منتظر رہتے ہیں۔

القدس، اس کے علاقوں اور لوگوں کے خلاف عرب حکمرانوں کے ان نفرت انگیز اقدامات نے ان کی "معقول" زبان اور "ہمدردانہ" لب و لہجے کا پردہ چاک کر دیا ہے۔ دراصل یہ حکمران دو چہروں والے منافق ہیں۔ ان کے یہ معقول الفاظ محض یہودی وجود کے حقوق تک ہی محدود ہیں۔ جبکہ فلسطین کی مبارک سرزمین اور وہاں کے لوگوں کے لیے ان کے الفاظ کی حیثیت جھوٹ اور مکر و فریب سے کچھ زیادہ نہیں۔ یہ حکمران اس معقول زبان کا استعمال اس لیے کرتے ہیں تاکہ فلسطین کی بابرکت سرزمین کے خلاف غداری اور ان لوگوں سے تعلقات کی بہتری کو جواز فراہم کر سکیں جن پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے غضب کیا ہے۔ اس طرح یہ حکمران ان مسلمانوں کو بھی راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو یہودیوں سے لڑنے اور مرنے کے دن کے بیتابی سے منتظر ہیں۔

حالیہ دنوں میں اب یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ یہودی وجود اور فلسطینی صدر محمود عباس سمیت مسلم دنیا کے حکمران فلسطینیوں کو روزگار اور آمد و رفت کے مسائل میں ہی الجھا دینا چاہتے ہیں تاکہ وہ مسئلہ فلسطین کے کسی بھی حل کو قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں، خواہ یہ حل ایک ایسی ریاست کا قیام ہو جو ان کی اپنی سرزمین کے بیس فیصد سے بھی کم حصے پر مشتمل ہو جیسا کہ دھوکہ دہی پر مبنی اوسلو معاہدے میں طے کیا گیا ہے۔ یہ اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ یہ سب مل کر فلسطینی عوام کو یا تو ختم کرنا چاہتے ہیں یا پھر انہیں ان کی سرزمین سے بے دخل کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ بابرکت سرزمین یہودیوں کے حوالے کر دی جائے۔ شاید یہ ان حکومتوں اور ان کے حکمرانوں کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حوالے سے بے یقینی ہی ہے جو انہیں شیطان اور اس کی فوج کی طرف مائل کر رہی ہے۔ یقیناً محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے پلک جھپکنے سے بھی کم وقت میں یہ امت اپنے دور زوال سے نکل کر ان منافقین کی حکومتوں کے تختے الٹ سکتی ہیں اور نبوت کی طرز پر ایک ایسی خلافت قائم ہو سکتی ہے جس کی افواج یہودیوں کو قتل کرنے اور فلسطینیوں کو ان کی غلاظت سے آزاد کرنے کے لیے روانہ کیا جائے۔ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **تَقْتَتِلُونَ أَنْتُمْ وَيَهُودُ حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي تَعَالَ فَاقْتُلْهُ "تم اور یہود آپس میں جنگ کرو گے، یہاں تک کہ پتھر کہے گا کہ اے مسلمان! یہ میرے پیچھے ایک یہودی ہے، آگے بڑھ اور اسے قتل کر دے"**۔ (مسلم)

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کے لیے یہ مضمون لکھا گیا

بلال المہاجر - پاکستان